باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

۲۵/۱۳/۲۸ ھ
۳/۱/۲۷ ھ
۱۱۲۰۱۱۰/۸۰

عبد الحلیم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسائل ھذا کے بارے میں

① جماعت ثانیہ، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کے مطابق، جبکہ کوئی مسجد میں نہ ہو اور کروانا کروانے والا شخص کا عادی اور نہ ہو تو کیسا ہے؟

② ایک عالم کی جاہل کے پیچھے نماز پڑھنا اس حال میں نہ اس کا عقیدہ معلوم ہو اور نہ ہی اس کے اعمال کیسا ہے؟

③ "ضاد" کو دواد، دواد، ضواد (یعنی ضوآلین) پڑھنا،
i اس حال میں کہ پڑھنے والا جانتا بھی ہے اور اس کو اس کے مخرج سے ادا کرنے پر بھی قادر ہے۔
ii اسی طرح اگر پڑھنے والا عالم ہے لیکن مخرج سے ادا کرنے پر قادر نہیں ہے؟
iii پڑھنے والا جاہل ہے اور مخرج سے ادا کرنے پر قادر نہیں ہے؟
iv مزید سب صورتوں میں ان حضرات کی اقتداء میں ایسے شخص کی نماز (جو ضاد کے مخرج سے ادائیگی پر قادر ہو تو) کیا حکم ہے؟

المستفتی محمد راشد ڈسکوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

۱۔ جماعت ثانیہ اگر ہیئت اولی پر نہ ہو تو حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ایک روایت میں مکروہ نہ ہوگی، ایک روایت ان سے یہ منقول ہے کہ اگر جماعت ثانیہ میں افراد جماعت اولیٰ سے کم ہوں اور جگہ بھی تبدیل ہو مثلاً تین، چار آدمی ہوں اور جماعت ثانیہ کرائی جائے تو اس میں مضائقہ نہیں۔
ایک روایت ان سے یہ بھی نقل کی گئی ہے کہ جماعت ثانیہ مطلقاً جائز ہے بشرطیکہ جماعت ثانیہ کرانے والا امام جماعت اولی کرنے والے امام کی جگہ پر کھڑا نہ ہو جائے، مگر ظاہر الروایۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت ثانیہ مطلقاً مکروہ ہے، اگرچہ تبدیل ہیئت کی صورت میں جماعت ثانیہ مکروہ تنزیہی ہے۔
۲۔ امامت کے لئے مستقل علوم دینیہ سے فراغت ضروری نہیں، جب امام قرأت پر قدرت رکھتا ہو اور نماز کے مسائل سے واقف ہو تو عالم دین کا اسکی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ عالم دین ہی امامت کرائیں۔
اگر نماز پڑھانے والا شخص بالکل عامی ہو قدر ما تجوز بہ الصلوٰۃ پر بھی قادر نہ ہو تو پھر اس کی اقتداء میں نماز درست نہیں ہوگی۔
اگر کسی شخص کے متعلق ظن غالب یہ ہو کہ اس کا عقیدہ و عمل درست ہے تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے، اگر قرائن و شواہد سے یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا عقیدہ شرکیہ ہے، اور

Scanned by CamScanner

عمل غیر مسلم جیسا ہے تو اس کی اقتدا میں نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔

۳۔ ضاد مستقل حرف ہے اس کی ادائیگی میں یہ کوشش کی جائے کہ اپنے اصل مخرج سے اپنی پوری صفات کے ساتھ ادا ہو، کوشش کے باوجود جس طرح بھی ادا ہو نماز ہو جائیگی۔

۱۔ قدرت کے باوجود کسی دوسرے حرف کی مشابہ پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔

۲۔ قدرت نہ ہونے کی وجہ سے جب دوسرے حرف کی مشابہ پڑھے تو نماز درست ہے۔

۳۔ عوام جو مخارج وصفات سے واقف نہیں بوجہ ناواقفیت یا عدم التمیز کے ان کی زبان سے ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف نکلے اور وہ یہ سمجھے کہ میں نے وہی حرف ادا کیا ہے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔

٤۔ قدرت کے باوجود جو شخص ضاد کو "ذال، دوال" کے مشابہ پڑھے تو اس کی اقتدا میں نماز درست نہیں، مزید دیگر صورتوں میں نماز واقتداء کی صحت وفساد معنی کی صحت وفساد اور قدرت ادا پر موقوف ہے۔

۱۔ وقدمنا في باب الأذان عن آخر شرح المنية عن أبي يوسف أنه إذا لم تكن الجماعة على الهيئة الأولى لا تكره وإلا تكره۔

(حاشية ابن عابدين: كتاب الصلوة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ۲/۳٤٤، حقانية)

۲۔ وروي عن أبي يوسف أنه إنما يكره إذا كانت الجماعة الثانية كثيرة فأما إذا كانوا ثلاثة أو أربعة فقاموا في زاوية من زوايا المسجد وصلوا بجماعة لا يكره

(بدائع الصنائع: كتاب الصلوة، تكرار الجماعة في المسجد، ۱/۳۷۹، رشيديه كوئٹه)

۳۔ وعنه لا بأس به مطلقا إذا صلى في غير مقام الإمام

(البحر الرائق: كتاب الصلوة، باب الإمامة، ۲/٦٥، مكتبه رشيديه كوئٹه)

٤۔ ومقتضى هذا الإستدلال كراهة التكرار في مسجد المحلة ولو بدون أذان ويؤيده ما في الظهيرية: لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه أهله يصلون وحدانا وهو ظاهر الرواية اهـ

(حاشية ابن عابدين: كتاب الصلوة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ۲/۳٤۳، حقانية)

٥۔ ولا يصح اقتداء القاري بالأمي وبالأخرس والكاسي بالعاري۔

(هندية: كتاب الصلوة، الفصل الثالث في بيان من يصلح اماما لغيره، ۱/۸٦، رشيديه)

٦۔ أما الذي لا يكتب ولا يقرأ ولكنه يحفظ من القرآن ما تجوز به الصلوة فلا يراد به الأمي في الفقه: لأنه إذا قرأ الفاتحة والسورة من حفظ يجوز اقتداء القارئين وإن كان لا يفهم الخط ولا يكتب۔

(الفتاوى التاتارخانية: كتاب الصلوة، ۱/٤٤٠، نمبر ... قديمي كتب خانه كراچی)

٧- ولو قرأ الدالين بالدال تفسد صلوته (قاضي خان: كتاب الصلوة، ١٤٣/١، رشيديه)

٨- (وكذا في الفتاوى التاتارخانية: كتاب الصلوة، ٣٤٢/١، ط: قديمي كتب خانه)

٩- وإن ذكر حرفا مكان حرف وغير المعنى، فإن أمكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد، فقرأ الطالحات مكان الصالحات تفسد صلوته عند الكل، وإن كان لا يمكن الفصل بين الحرفين إلا بمشقة.... ....كالظاء مع الضاد والصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشائخ فيه قال أكثرهم لا تفسد صلوته.

(فتاوى قاضي خان: كتاب الصلوة، فصل في القراءة، ١٤٢/١، ط: رشيديه)

١٠- وفي خزانة الأكمل قال القاضي أبو عاصم: إن تعمد ذلك تفسد وإن جرى على لسانه أو لا يعرف التميز لا تفسد، وهو المختار حلية. وفي البزازية وهو أعدل الأقاويل، وهو المختار اهـ.

(حاشية ابن عابدين: كتاب الصلوة، مطلب إذا قرأ قوله تعالى جدك بدون ألف تفسد، ٤٧٧/٢، ط: مكتبة حقانية)

والله أعلم بالصواب

كتبه: عبد الحليم عزيز

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية بكراتشي

الجواب صحيح

الجواب صحيح

٢٣/١/٢٩ھ

جامعة فاروقية
دار الافتاء
شاه فيصل كالوني كراچي (پاكستان)